سرکاری مناصب وذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال (تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں)

ام سلمیٰ *

ثمینہ سعدیہ **

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ وہ حیات انسانی کے ہر پہلو کو خواہ وہ اقتصادی ہو یا فکری، سیاسی ہو یا معاشرتی، معاشی اخلاق ہو یا عملی سب کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہے۔ اسلام میں دین، دنیا، مذہب اور سیاست لازم وملزوم قرار دیے گئے ہیں۔ اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں معاشرے جیسے اہم ادارہ کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انبیاء کرامؑ وقت کی اجتماعی قوت (حکومت وقت) کو اسلامی تعلیمات کے قالب میں ڈھالنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ ان کی بعثت کا مقصد، زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح کرنا تھا۔

مناصب وذرائع معنی ومفہوم:

مناصب، منصب کی جمع ہے اور لفظ عہدہ ذمہ داری اور امور ملازمت سرانجام دینے کے لئے آسامی کے لئے مستعمل ہے منصب کا مادہ ن ص ب سے ہے اور اس کے معنی کچھ اس طرح سے ہیں۔

المنصب :الحسب والمقام ،ویستعار للشرف ،ای :ماخوذمن معنی الاسل ومنہ منصب الولایات وجمعہ المناصب۔(1)

منصب: خاندانی تفاخر اور مرتبہ، اور اسی شرف سے ہے یعنی: اصل کے معنی سے اخذ کیا گیا ہے اور اسی سے ریاستی مناصب ہے اور لوئیس مالوف منجد میں درج کیا ہے کہ: المنصب: اصل، مرجع، حسب نسب وشرافت اور اسی سے ہے منصب بمعنی عہدہ حکومت ومناصب کے ہیں۔(2)

علامہ وحید الزماں کی تحقیق کے مطابق: المنصب: مقام ومرتبہ عہدہ، پوسٹ، اسامی، اصل خاندان (مثلاً کہتے ہیں) فلاں مرجع الی منصب کریم(3) : فلاں کا تعلق شریف خاندان سے ہے dignity, office, post, station(4)

منصب کے انگریزی مترادافات یوں بیان کئے جاتے ہیں گویا منصب سے مراد عہدہ، مقام اور ذمہ داری ہے ۔الذریعہ: وسیلہ، کہا جاتا ہے :ھوذریعتی الی فلان، وہ فلاں کے پاس میرے لئے وسیلہ ہے (ایک اور معنی) اونٹنی جس کے پیچھے شکاری شکار کرنے کے لئے پیچھے چھپتا ہے، اس کی جمع ذرائع ہے۔(5)

الذریعہ: تیر انداز کے مشق کرنے کا حلقہ وہ آڑ جس کے پیچھے شکاری چھپتا ہے، سبب اور ذریعہ، جمع ذرائع ہے۔(6)

---

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

"جهاز سیاسی یکون عدة وزراایسیرون السلام وامرافقها فی شیء المجالات تحت رئیس الوزراء"۔(7)

"ایک سیاسی نظام یا کمیٹی ہے جو کئی وزراء پر مشتمل ہوتی ہے وزراعظم کے تحت مختلف شعبوں میں ملک کے امور اور اس کی سہولیات کی نگرانی کرتی ہے "عرف میں سرکاری مناصب وذرائع سے مراد وہ وسائل معلومات اور اشیاء لی جاتی ہیں جو سرکاری اہل مناصب کو فرائض کی ادائیگی کے لئے بطور استعمال سونپی جاتی ہیں یا سپرد کی جاتی ہیں گویا کہا جا سکتاہے کہ مناصب وذرائع میں فرق یہ ہے کہ منصب کل ہے اور ذرائع جزو ہیں اور استعمال کے اعتبار سے ان کو ایک دوسرے کے مترادف کہنا بے جانہیں، سب سے پہلے حکومت کی تعریف ملاحظہ ہو۔

"واعنی بالمدینة جماعتة متقاربة تجری بینهم المعاملات و یکونون اهل منازل نشتی۔ والاصل فی ذلک ان المدینة شخص واحد من جهة ذلک الربط مرکب من اجزا و هیءة اجتماعیة"(8)

"شہر سے وہ جماعتیں مراد ہیں جو قریب قریب آباد ہوں۔ ان میں باہم معاملات ہوتے رہیں اور جدا جدا مکانوں میں بودوباش رکھتے ہوں۔ سیاست مدن میں اصلی امر یہ ہے کہ تعلقات شہر گویا ایک شخص ہوا کرتا ہے جو چند اجزاء اور مجموعی ہیئت سے مرکب ہے۔"

مولانا حامد الانصاری کے نزدیک: سلطنت (State) وحکومت سے مراد وہ رقبہ زمین (Land) ہے جہاں انسانوں کی سیاسی تنظیم ایک اجتماعی ہیئت اختیار کرلیتی ہے۔(9)

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز کے مطابق: حکومت انسانوں کا ایک گروہ یا تنظیم ہے جو مشترکہ مقاصد کے لیے مل جل کر کام کرے۔(10)

ایم جے لاسکی کے نزدیک: ریاست کسی سیاسی معاشرے کی وہ اعلیٰ منظم قوت ہے جو افراد معاشرہ کے مقاصد کا تحفظ بھی کرتی ہے اور انہیں ترقی بھی دیتی ہے۔(11)

اسلام میں سرکاری مناصب وذرائع (حکومت) کا تصور:

دنیا کے اندر تمام وسائل وذرائع کا مالک اللہ تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ﴾(12)

کہو اے اللہ مالک الملک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ [13] وہی تمہارا رب ہے اور تمام ملک اسی کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ان اللہ یا مرکم ان تودوا الامنت الیٰ اھلھا واذاحکمتم بین الناس ان تحکموابالعدل﴾(14)

"مسلمانوں: اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے حوالے کی جائیں۔"

آیت کی تشریح کے ضمن میں علامہ عربی لکھتے ہیں:

"ھذا الایۃ فی ادا الامانۃ والحکمہ بین الناس عامۃ فی الولاۃ والخلق لان کل مسلم عالم، بل کل مسلم حاکم ووالی"(15)

یہی آیت کریمہ ادائے امانت اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرنے میں ولاۃ اور مخلوق میں عام ہے کیونکہ ہر مسلمان عالم ہے بلکہ ہر مسلمان حاکم اور والی ہے۔

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"حکومت کے مناصب بھی اللہ کی امانتیں ہیں، اس آیت سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت کے عہدے اور منصب سب کے سب اللہ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام اور افسران ہیں جن کے ہاتھ میں عزل ونصب کے اختیارات ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کیں جو اس کا اہل نہ ہو۔(16)

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾(17)

"ہم نے اپنے رسول روشن دلائل کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"

﴿الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اتوا لزکوۃ وامروا بالمعروف و نھو عن المنکر﴾(18)

"جنہیں ہم اگر زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔"

مسلم حکومت کے اجزائے ترکیبی میں قانون ساز انتظامیہ اور عدالتی ادارے آتے ہیں۔ ان تمام کاموں کو سرانجام دینے کے لیے مختلف شعبے قائم کیے جاتے ہیں اور یہی سرکاری مناصب وذرائع کہلاتے ہیں۔

مقننہ، انتظامیہ، عدلیہ سرکار سے مراد حکومت اور اس سے متعلقہ امور ہیں ہمارا موضوع تمام شعبہ جات کا احاطہ کرتا ہے کیونکہ سرکاری مناصب وذرائع میں وہ تمام ذمہ داریاں آجاتی ہیں جن پر حکومت وقت کی جانب سے تعین کیا جانا چاہیے۔ چاہے وہ مقننہ ہو انتظامیہ ہو یا عدلیہ۔

تعلیمات نبوی ﷺ:

اسلامی ریاست کے منتظمین کی ذمہ دارانہ حیثیت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"ما من عبدیسترعیه رعیه یموت و هو غاش لرعیه الا حرمه االله علیها الجنة"۔(19)

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کا چرواہا(راعی وذمہ دار) بنایا اور وہ اس حال میں مرا کہ اس نے لوگوں کی بد خواہی کی تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"مامن امیر بلی امر المسلمین ثم لا یتحد لهم و ینفع الا لم یدخل معهما الجنة"(20)

"جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے پھر نہ تو وہ ان کے لیے کوشش کرے نہ ان کی خیر خواہی کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا۔"

اسی طرح جس شخص کو شعبہ عدل کی ذمہ داری دی جائے تو اس کے بارے میں فرمایا گیا:

﴿ فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡحَقِّ﴾(21)

پس تم ان لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے کرو اور اس حق کو چھوڑ کر جو تمہارے پاس آیا ہے، لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

انتظام حکومت کی ذمہ داریاں تنہا سلطان (بادشاہ) نہیں اٹھاسکتا۔ اس لیے ناگزیر ہے کہ وہ ابنائے جنس کا سہارا لے(22) حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"الاسلام و السلطان اخوان تو أمان لا یصلح واحد منهما الالصباحب فالاسلام اس واسلطان حارس و ماراس له لیهدم ومالا حارس له ضائع"۔(23)

"اسلام اور حکومت دو جڑواں بھائی ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا کوئی نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے"۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"اذا اراد االله بالامیر خیراً هل له و زیر صدق ان نسی ذکره و ان ذکر اعانة و اذا ارادبه غیر ذلک هل له و زیر سوء ان نسی لم یذکره و ان ذکر لم یضه"(24)

"جب اللہ تعالیٰ کسی امیر (بادشاہ) کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے ایک قابل اعتماد وزیر دے دیتا ہے جب امیر کوئی بات بھول جاتا ہے تو وہ یاد دلا دیتا ہے اور جب امیر کسی بات کا ذکر کرتا ہے تو وزیر اس میں معاون ہوتا ہے۔ اسی

طرح جب کسی امیر کے متعلق خدا کا ارادہ خیر کا نہیں ہوتا تو اس کے لیے بڑا مددگار مہیا کر دیتا ہے جو نہ بھولی ہوئی چیز یاد دلاتا ہے اور نہ ذکر کردہ کاموں میں مدد کرتا ہے"(25)

مندرجہ بالا مفہوم کے اعتبار سے وزارت صدر اسلام ہی سے موجود رہی ہے آپ ﷺ نے بھی مختلف صحابہ کو مناصب پر فائض کیا۔ آنحضرت ﷺ سیاسی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبہ میں حضرت ابو بکرؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، ریاست کے اندر ایک پہلو سراسر انتظامی اور عملی ہوتا ہے۔ عوام کے معاملات اور ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لیے مختلف سرکاری مناصب قائم کیے جاتے ہیں۔ ان میں تمام منتظمین اور ملازمین شامل ہوتے ہیں جو ریاست کے انتظام وانصرام میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کو Administrati کہہ سکتے ہیں جو عوام کو ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں اس نظم ونسق کی تمام تر سرگرمیوں کا دائرہ عمل عوام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب بادشاہ خود ان تمدن کی مصلحتوں کا کارپرداز نہیں ہو سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہر کام کے لیے اس کے پاس معاون ہوں۔ معاونین میں یہ شرط ہے کہ ان میں صفت امانت ہو اور جو خدمت ان کے سپرد کی گئی ہے وہ اس کی بجا آوری کر سکیں اور بادشاہ کے ظاہر وباطن میں فرماں بردار اور مخلص ہوں۔

"امام ابن تیمیہ نے السیاسۃ والشریعہ فی الراعی والرعیۃ میں موزوں حکام کے تقرر پر بہت زور دیا ہے۔ ان کے نزدیک فوج کے افراد، لشکر اسلام چھوٹے بڑے مسلمانوں کا مال وصول کرنے والے وزراء، منشی کاتب، خراج وصدقات، زمین کا محصول، زکوٰۃ وصول کرنے والے دیگر اداروں کے ذمہ داران اس میں شامل ہیں"(26)

انتظامی کاموں کے معاملے پر قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں ہارون الرشید کو لکھتے ہیں کہ:

"اے امیر المومنین خدائے بزرگ وبرتر نے جس کی ذات ہر طرح کی حمد وثنا کی واحد مستحق ہے آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اگر بحسن وخوبی انجام دی تو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں کوتاہی کی گئی تو اس کی سزا بھی ساری سزاؤں سے بھاری ہے۔ اس نے اس امت کے معاملات کا بار آپ کے کاندھوں پر ڈالا ہے۔"(27)

عہد نبوی ﷺ میں انتظامی ادارات (سرکاری مناصب وذرائع) کا جائزہ:

عصر جاہلیت کے عرب میں کوئی نظام حکومت نہ تھا نہ مرکزی نہ صوبائی نہ انصاف اور نہ عدالت عالیہ نہ پولیس نہ محکمہ امن نہ مالیات نہ اقتصادیات نہ ٹیکس سسٹم نہ لگان ومالگزاری کا انتظام موجود تھا۔ ہر فرد آزاد، ہر قبیلہ آزادانہ نظام کے تحت تھا۔ آپ ﷺ نے ایک نظام حکومت کی بنیاد رکھی۔

As Prophet and reformer of his people Muhammad (SAW) could not be otherwise than a revolutionary in the fullest sense of the word, for his

religious propaganda introduced not only a complete change in the political situation but also had an equally important bearing on the social conditions(28).

نبی ﷺ نے سیاسی رہنما کی حیثیت سے جو نظام حکومت قائم فرمایا یہ کوئی شہنشاہی نظام نہ تھا بلکہ اسلام کی محدود ضروریات کے مطابق ایک سادہ اور مختصر نظام حکومت تھا جو وقتاً فوقتاً جو ضروریات پیش آتی جاتی تھیں اس کے مطابق بنتا جاتا تھا۔(29)

آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو ان کی اہلیت وصلاحیت کے مطابق سرکاری عہدوں پر فائز کیا اور تمام اصحاب کو ان کے جائز استعمال کے متعلق تعلیمات فراہم کیں۔

معلمین کا تقرر:

نبی ﷺ تعلیم امور کے لئے ایسے افراد کا تقرر فرماتے جن میں معلمانہ اہلیت واوصاف، تعلیم قابلیت اعلیٰ درجہ کی موجود ہوتی ان میں سب سے پہلا نام حضرت مصعب بن عمیر: اہل مدینہ کو تعلیم دینے کے لئے آپ کی معلمانہ بصیرت کو دیکھ کر ان کے ساتھ روانہ کیا کہ ان لوگوں کو تعلیم دیں۔(30)

عبد اللہ بن ام مکتوم: آپ کو نبی ﷺ نے قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کا معلم ونقیب مقرر فرمایا "فکان یقرآن الناس القرآن "[31] یہ دونوں مصعب اور عبد اللہ بن ام مکتوم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔

ائمہ نماز:

آپ ﷺ نے موقع کی مناسبت سے اہل افراد کو اس ذمہ داری پر تعین کیا مثلاً سعد بن ضرارہ انصار کی امامت کرواتے رہے، سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، زید بن حارثہ، عبد اللہ بن ام مکتوم اور حضرت ابو بکر صدیق۔ (32)

مؤذنین کا تقرر:

اس اہم منصب کے لئے پہلے مؤذن حضرت بلال حبشی، حضرت ابو محذورہ کو مکہ میں مؤذن مقرر کیا،[33] سعد بن عائز مسجد قبا کے مؤذن تھے، سفیان بن قیاس قبیلہ مکدہ کے مؤذن تھے۔

امراء حج کا تقرر:

حجۃ الوداع سے پہلے دو حج میں بالترتیب آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید اموی اور حضرت ابو بکر صدیق نے کی" آپ اس ذمہ داری پر اس لئے فائز کئے گئے آپ میں امانت دیانت، علم، زہد وتقویٰ، قوت رائے سیاسی تدبر اور بصیرت صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ پائی جاتی تھی۔(34)

مالیاتی نظام کے لئے اعلیٰ سرکاری افسران کا تقرر:

معاشی معاملات کے لئے رسول ﷺ نے عمال کی تقرریاں کیں، جو مختلف علاقوں سے صدقات وزکوۃ اکٹھی کرتے اور بیت المال میں جمع کرواتے تھے ان ایک نمایاں نام حضرت معاذ بن جبل کا بھی ہے۔

اعلیٰ حکام افسران کا تقرر:

عہد نبوی ﷺ میں اسلامی ریاست کو صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا ہر صوبے کا گورنر بنایا گیا ان میں جو نمایاں نام ہیں: بالائی یمن میں حضرت معاذ بن جبل، زیریں یمن میں ابو موسیٰ اشعری، عمر بن سعید، عبد اللہ بن سعید، سواد بن غزیہ، ثعبان بن ابی العاص، الاعلیٰ الخضرمی، ابان بن سعیدؓ، ابی بن کعب وغیرہ۔

سفارتی مناصب اور عہدوں پر تقرریاں:

عمر بن امیہ، عبد اللہ بن کلبی، عبد اللہ بن خزامہ، حاطب، شجاع بن وہب، اسعد بن عامری، عمر بن عاص وغیرہ۔

منصب قضاء پر افسران کا تقرر:

اسلامی ریاست کے چیف جسٹس، بذات خود آپ ﷺ تھے، آپ ﷺ نے مختلف علاقوں میں اپنی جانب سے مختلف علاقوں میں قاضیوں کا تقرر فرمایا، ان میں حضرت عمرؓ، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عتاب بن اسید شامل تھے اپنی حیات مبارکہ میں آپ ﷺ نے اس ذمہ داری پر وقتاً فوقتاً تقرریاں فرمائیں "آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس نوعیت کی چوہتر تقرریاں فرمائیں"(35)

سرکاری مناصب وذرائع اور تعلیمات نبوی ﷺ:

انتظامی عہدوں کے بارے میں اسلام نے جو تصور دیا ہے وہ عین فطرت کے مطابق اور عظیم مصلحتوں پر مبنی ہے۔

انتخاب عمال میں سب سے پہلے اہلیت، امانت و دیانت، تقویٰ اور حسن سلوک کو دیکھا جاتا ہے۔(36)

آپ ﷺ نے پورے انتظام ڈھانچے کی اصلاح کے لئے اپنے حسن تدبر وانتظام سے اشاعت اسلام، توسیع مملکت، استحکام سلطنت کے لئے ایسی فعال اور مؤثر حکمت عملی اختیار فرمائی جو ایک کامل نمونہ ہے آپ ﷺ کے اجتماعی تنظیم اور امن وامان کی بحالی کے لیے چند فوری اقدامات فرمائے۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر فرمائی، اجتماعی ونظم ونسق کے لیے مدینہ کے انتظامی امور کا بار آپ ﷺ کے کاندھوں پر تھا۔ اردگرد کے قبائل سے معاہدہ امن کیا۔ خارجی وداخلی امن وامان کے لیے کوششیں کیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا [37] اہل لوگوں کو منتخب کیا جائے۔

سورہ یوسف کے اندر پوری تصویر پیش کر دی گئی۔ فرمایا:

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَآئِنِ الأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾(38)

"اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس، میں خاص کو رکھوں، اس کو اپنے کام میں۔ جب یوسف نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا۔ اب آپ ہمارے ہاں قدر و منزلت رکھتے ہیں اور آپ کی امانت پر بھروسہ ہے۔ یوسف نے کہا ملک کے خزانے میرے سپرد کیجئے۔ میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔ "

مدنی دور میں آپ ﷺ کی ذمہ داریاں مقدمات کا فیصلہ، فرامین کا اجراء، والیوں کا تقرر، زکوٰۃ کے محصلین کا تقرر عہدے دار افراد کی خبر گیری، احتساب نوجوانوں کی تربیت، فوج کی تربیت، مساجد کی تعمیر، خانہ جنگیوں کا انسداد، غیر مسلم قوموں سے مصالحت جرائم پر اجرائے حد یا تعزیر، سرایا کی روانگی اور مسائل شرعیہ میں افتاء تھیں۔(39)

آپ ﷺ حکام و اعمال کا انتخاب خود کرتے۔ جو خود طلب کرتے، فرمایا:

"لا تستعمل على عملت من اراده۔" (40)

"جو لوگ خود خواہش کرتے ہیں (ذمہ داری کی) ہم ان کو عامل مقرر نہیں کرتے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہمارے نزدیک تم میں سے سب سے خائن وہ شخص ہے جو اس (عہدہ و امارۃ) کو طلب کرتا ہے۔ خدا کی قسم ہم کسی ایسے شخص کو اپنی حکومت کے کسی منصب پر مقرر نہیں کرتے جس نے اس کی درخواست کی یا اس کا حریص ہو۔(41)

ذمہ داری اہل لوگوں کو دیجئے:

آنحضرت ﷺ نے ان کو (معاذ بن جبل) یمن کے ایک قصبہ یعنی جند کا قاضی بنا کر روانہ کیا کہ لوگوں کو قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم دیں اور جو عمال یمن میں تھے، ان کے صدقات کے جمع کرنے کی خدمت بھی ان کے متعلق تھی۔(42)

تم اہل کتاب کے پاس جاتے ہو، پہلے ان کو کلمہ توحید کی دعوت دو، اور وہ اس کو قبول کر لیں تو ان کو بتاؤ کہ خدا نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ خدا نے ان پر صدقہ فرض کیا

ہے جو ان کے امراء سے لے کر ان کے غرباء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کے بہترین مال سے احتراز کرنا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ اس میں اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔(43)

رفق و نرمی اور خوش خلقی حکام کے لیے لازم ہے:

" سیر او لا تقسیر و بشرا ولاتنفرو تطاوعا ولا تختلفا"۔ (44)

" آسانی پیدا کرنا، دشواری نہ پیدا کرنا، لوگوں کو بشارت دینا اور ان کو وحشت زدہ نہ کرنا، باہم اختلاف نہ کرنا۔"

عوام کے ساتھ خیر خواہی، لوگوں کے ساتھ یعنی رعایا کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ ہو۔

"ما من عبدایستر عبد الله رعية فلم يحطها بنصحه الا لم يجد رائحة الجنة"(45)

" جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران (ذمہ دار) بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی تو وہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکے گا۔ "

عمال و حکام کی تنخواہ (معاوضہ):

عمال و حکام اپنی تنخواہ بھی ضرورت سے زائد نہ لیں۔ ابتداء میں مال غنیمت سے حصہ ملتا تھا، آپ ﷺ نے عتاب بن اسید کی تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر کی۔

من اسعملناه فمن عمل فرزقنا رزقا فما اخذ بعد ذلک فهو غلول۔ (46)

جس شخص کو ہم کسی کام کے لیے عامل مقرر کریں اور اس کو خرچ کے لیے معاوضہ دیں تو اس کے علاوہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے۔

"جو شخص ہمارا عامل ہو اس کو بی بی کا خرچہ لینا ہے اور اگر نوکر نہ ہو تو نوکر کا اگر گھر نہ ہو تو مکان کا، اگر اس سے زیادہ لے گا تو خائن ہے یا چور ہے۔(47)

عمال و ذمہ داران کا احتساب:

احتساب کا محکمہ باقاعدہ تو نہ تھا لیکن آپ ﷺ عوام کی روز مرہ زندگی پر کڑی نگرانی رکھتے، ان کے اخلاق و عادات اور بیع و شراء میں اصلاح کے ساتھ ساتھ اعمال کا محاسبہ کرنے پر بھی توجہ دیتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی ابن لتبیہؓ کا جو صدقہ مال وصول کر کے لائے تھے، جائزہ لیا، انہوں نے کہا یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیتاً ملا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ ملا، اس کے بعد ایک عام خطبہ میں اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔(48)

آپ ﷺ نے فرمایا "هدايا العمال غلول[49]"عمال کے ہدیے غلول (خیانت وناجائز استحصال کی قبیل سے) ہیں

عہد رسالت میں کیے گئے سادہ اور جامع انتظامی اقدامات میں ایسی لچک موجود تھی جس کی وجہ سے ہر دور کے حالات وضروریات پر پورا اترنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ اقدامات اپنی ساخت کے لحاظ سے سادہ تھے اور محدود لیکن ایک عظیم الشان اور بے مثال انتظامی ڈھانچے کی اساس ثابت ہوئے۔(50)

قیامت کے دن کے لیے یہ امانت ندامت اور رسوائی کا سبب ہوگی مگر اس شخص کے لیے جو اس کے حق کے ساتھ اس کو اٹھائے اور اس سلسلہ میں اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوں ان کو ادا کرے۔(51)

عاملین کے لیے اصول وضوابط:

حکومت کے عہدے اور مناصب حصول عزت وجاہ اور کسب دنیا کے اعلیٰ ذریعے تصور کیے جاتے ہیں۔ نہ صرف ان کے حصول کے لیے جدوجہد جائز سمجھی جاتی ہے بلکہ اس راہ میں مقابلہ ومجادلہ جوڑ توڑ سازش وسفارش حتی کہ رشوت وجعلسازی کے سارے حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہر شخص سرکاری منصب اور عہدوں کو اپنا حق سمجھتے ہوئے ان کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ یہ عہدوں اور اہل منصب کے متعلق لادینی تصور ہے جبکہ اسلام کا تصور کیا ہے؟ کہا گیا کہ:

انكم ستحرصون على الامارة وستكون ندامة يوم القيامة فنعم المرضعة وبئست فاطمة(52)

آئندہ ایسا زمانہ آئے گا کہ تم لوگ حکومت اور اس کی حرص کروگے اور وہ روز قیامت ندامت وپشیمانی کا باعث ہوگا بڑی اچھی لگتی ہے حکومت کی آغوش میں لے کر دودھ پلانے والی اور بہت بری لگتی ہے دودھ چھڑانے والی۔

آپ ﷺ نے عہدے اور مناصب طلب کرنے کی ممانعت کی ہے۔

سرکاری عہدے ایک بھاری امانت ہیں:

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(53)

"اے مومنو! تم خیانت نہ کرو اللہ کی اور رسول کی اور تم اپنی امانتوں کی خیانت نہ کرو اور تم تو جانتے ہو۔"

اس آیت میں امانت سے مراد رعایا کے حقوق کی بھاری ذمہ داریاں یعنی سرکاری عہدے میں ایک صحیح اسلامی ماحول کے اندر یہ عہدے اور مناصب چاہنے اور طلب کرنے کی چیز نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے نبی ﷺ سے عہدہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

يا اباذر انک ضعيف و انها امانة و انها يوم القيامة خزى و ندامة الا من اخذها بحقها و ادى الذى عليه فيها۔(54)

اے ابو ذر، تو کمزور آدمی ہے اور یہ ایک بھاری امانت ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس کی ذمہ داری تھی اور اس کو ادا کیا۔

عدل وانصاف:

تمام معاملات میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ عدل کرتے وقت کسی سے خوف نہ کھائیں اور نہ کسی کی رعایت کریں، صرف عدل کو ملحوظ خاطر رکھیں ، سنت نبویہ سے بھی یہی درس ملتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایایا معاویہ ان ولیت امرا فاتق الله واعدل [55] اے معاویہ اگر تم کو حاکم مقرر کیا جائے تو خوف خدا اور عدل وانصاف کو اپنا شعار بنانا۔

"مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے قریب تر حاکم عادل ہو گا اور مجھ کو سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن حاکم ظالم ہو گا۔(56)

ہر حال میں کسب حلال اور رزق طیب کی جدوجہد کی جائے۔ منصب و عہدہ خدا کی امانت ہے۔ اس کی امانت کی حفاظت میں خدا کی مدد طلب کی جائے، عوام میں مساوات اور طبقاتی درجہ بندی نہ کی جائے۔ ہر خاص وعام کو حکام کی کارگزاری پر تنقید کی آزادی ہونی چاہیے۔ حکام کو عوام کے حقوق سے پوری طرح آگاہی ہونی چاہیے۔ ماتحت عملہ کی کارگزاری پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ کفایت شعاری اور قناعت کو شعار بنایا جائے۔ مستقل مزاجی اور ضبط نفس پیدا کیا جائے۔ فرائض کی ادائیگی میں اخلاص اور جذبہ ایثار پیدا کیا جائے۔ عیش پرستی اور نمود و نمائش سے پرہیز اور سادگی کی اعلیٰ مثال قائم کی جائے۔

"حضرت علیؓ نے مندرجہ ذیل عمال کو نصیحت کی، اگر آپ اپنے پیش رو کی جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قمیض میں پیوند لگائیے، تہبند اونچی پہنیے، جوتے اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیجئے، جرابوں میں پیوند لگائیے ارمان کم کیجئے اور بھوک سے کم کھائیے"(57)

مشاورت کی ہدایت:

مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات کو مشاورت سے طے کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح صاحب اقتدار و اختیار کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے معاملات میں مشورہ کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:وشاورھم فی الامر[58] اور اپنے کاموں میں مشورہ کر لیا کریں"

آپ ﷺ نے مشورہ کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"اذا کان امراوکم خیارکم واغنیاء کم سمحا کم وامورکم شوریٰ بینکم فظھرالارض خیرکم لکم من بطنھا" (59)

"جب تمھارے حکمران اچھے لوگ ہوں تمھارے مالدار سخی ہوں تمہارے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمھارے لئے بہتر ہے۔"

حکام اور عوام میں قریبی ربط:

لازمی ہے لہذا حاجب اور دربان رکھنے سے گریز کیا جائے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"مامن امام یعلق با بہ دون ذوی الحاجة والخلة وا لمسکنة الااغلق اللہ ابواب السماء دون خلة و حاجتہ و مسکنتہ۔"(60)

"جو امیر یا مالی ضرورت مندوں، حاجت مندوں اور اہل فقر کے لیے اپنے دروازے بند رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت، حاجت اور احتیاج کے دن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دے گا۔"

اسلام پروٹوکول کے نام پر عوام کو تنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ خویش پروری سے اجتناب کیا جائے کہ انسان اپنے قریبی عزیز واقارب کو ہی نوازتا رہے

رشوت خوری سے پرہیز:

اہل منصب رشوت سے بچیں ۔ رشوت کی حرمت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: لعن رسول اللہ الراشی والمرتشی[61]۔ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے "رشوت ام الخبائث ہے اور تمام مسائل کی جڑ بھی ہے۔ حکام و عمال کو اپنے سرکاری مناصب پر رہتے ہوئے ان تمام عیوب سے بچنا ہوگا اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرے۔

سرکاری مناصب وذرائع کے مثبت استعمال کے اثرات:

اگر اختیارات کا استعمال حدود کے اندر رہتے ہوئے ہوگا تو اس کے درجہ ذیل اثرات آئیں گے عدل کا قیام، استحکام ملک و قوم، عوام کی مالی، اخلاقی، ذہنی ونفسیاتی فلاح امن، مثالی معاشرے کا قیام، ملکی بقاء اور سلامتی، حقوق فرائض کی

مکمل احسن ادائیگی، سرکاری اداروں کی عمدہ ساکھ سے بین الاقوامی شہرت کا حصول، ریاست کا معاشی ومالی استحکام وخود کفالت وغیرہ۔

سرکاری مناصب وذرائع کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کے نتائج:

سرکاری مناصب کو اگر درست طور پر استعمال نہ کرنے کی صورت میں نہ صرف دینی وشرعی اعتبار سے غلط ہے بلکہ سماجی انارکی اور معاشرتی بدنظمی کا باعث بنتاہے اور ہر فرد کو درج ذیل مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا ہے

- معاشی بحران، ارتکاز دولت، ٹیکسوں میں کمی، ملکی بجٹ میں خرابی
- معاشرتی انتشار، ذہنی واخلاقی برائیوں کا فروغ۔
- طبقاتی کشمکش میں اضافہ، افسرشاہی کا بالادستی، اقرباء پروری وجانبداری اور معاشرتی عدم توازن۔
- نااہل افراد کی تعیناتی کے باعث عدل وانصاف کا فقدان۔
- ملکی سالمیت وبقاء کو خطرہ۔

خلاصہ بحث:

حکومتی مناصب اور عہدے اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں جن کے امین وحکام اور افسرہیں جن کے ہاتھ میں تنزلی وترقی کے اختیارات ہیں، انہیں یہ عہدے بطور امانت سپرد کئے جاتے ہیں، اگر کوئی انہیں ذاتی اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کرے گا تو یہ بھی بڑی خیانت ہے۔ حکام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو علمی یا عملی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر کام اور عہدے کے لئے اپنے دائرہ اختیار میں اس عہدے کے مستحق کو تلاش کریں اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں سرکاری مناصب وذمہ داران افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن میں سے اپنی ذمہ داریوں کا فہم حاصل کریں اور تعلیمات نبوی ﷺ کے اصولوں کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر پوری اسلامی ریاست کو ترقی کی منازل طے کروائیں تاکہ ریاست کے اندر موجودہ مسائل پر قابو پایا جاسکے

حواشی و حوالہ جات

1۔ الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی: تاج العروس من جواہر القاموس، دار الھدایہ بیروت، س ن، مذیل مادہ: ن ص ب

2۔ لوئیس مالوف، المنجد، دار الاشاعت کراچی، س ن بذیل، مادہ ن ص ب

3۔ قاسمی، کیرانوی، وحید الزمان، علامہ۔ القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، بذیل مادہ: ن ص ب

4. Ferozsons Urdu English dictionary, ferozsons (Pvt) ltd, Lahore, nd

5۔ لوئیس معلوف، المنجد، بذیل مادہ: ذرع

6۔ وحید الزماں القاموس الوحید، بذیل مادہ: ذرع

7۔ الدکتور احمد عمر، معجم اللغۃ المعاصرۃ، ص ۵۴۰، عالم الکتب، القاہرۃ ۲۰۰۸

8۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعہ کراچی، ج: ۱، ص: ۹۰

9۔ مولانا حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، لاہور، س۔ن۔، ص: ۴۰

10 - Encyclopedia of Social Sciences (New York)V-14, P.328

11 - Harold J.Lashi, Agramer of Politicos, P iii, (Introduction) London, 1967

12 ۔ آل عمران، ۲۶۳

13۔ الفاطر، ۳۵۔۱۳

14۔ النساء: 85

15۔ ابن العربی، احکام القرآن، ص، ج ۱، ص ۴۵۰، موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۹۸۸ء

16۔ مفتی شفیع، معارف القرآن، ج ۲، ص ۴۴۶، ادارہ معارف القرآن، ۲۰۰۶ء

17۔ الحدید، ۲۵: ۵۷

18۔ الحج، ۴: ۲۲

19۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلہ الامام العادل، ج: ۳، ص: ۵۱۶

20۔ ایضاً

21۔ المائدہ، ۴۸: ۵

22۔ ابن خلدون، مقدمہ، بحوالہ مسلمانوں کا نظم مملکت، ص: ۱۳۳

23۔ کنز الاعمال

24 ۔ کتاب السنن، امام ابوداؤد، ۲۷۰۳، باب فی اتخاذ الوزیر، حدیث: ۲۹۳۲، ص: ۱۸۱

25۔ حسن ابراہیم حسن، مسلمانوں کا نظام مملکت، ص: ۱۳۳؛ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ص: ۹۴

26۔ امام ابن تیمیہ، السیاسۃ الشریعۃ (مترجم) مطبوعہ کراچی، س۔ن، ص:۸٦؛

27۔ قاضی ابویوسف، کتاب الخراج (مترجم)، مطبوعہ کراچی، ۱۹٦، ص:۱۰٦

28۔ S.A.Q Hussaini, Arab administration, P-19

29۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ (مطبوعہ کراچی، س۔ن۔)، ج:۲، ص:۵۵

30۔ صدیقی، یاسین مظہر، عہد نبوی ﷺ کا نظام حکومت، الفیصل ناشران لاہور، 2009، ص194

31۔ العسقلانی، ابن حجر، ابوالحسن احمد بن علی فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارلمعرفۃ بیروت، 1379ھ، ج1 ص203

32۔ ابن سعد محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبریٰ، دار الاحیا التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن، ج1، ص103

33۔ امام مسلم، صحیح مسلم، باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ

34۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویہ، تحقیق مصطفیٰ الشفا ابراہیم الابیاری، عبد الحفیظ شلبی، دار احیاء التراث العربی
1995ھ، ج2، ص200

35۔ عہد نبوی ﷺ کا نظام حکومت، ص38

36۔ امام مسلم، کتاب الصحیح، کتاب الامارۃ، باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، ص:۱۱۸

37۔ النساء، ۵۸:۴

38۔ یوسف، ۵۰:۱۲۔۵۵

39۔ ایضا، ج2، ص56

40۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب النہی عن طلب المارۃ والحرص علی الامارۃ، ص:۱۱٦

41۔ ابوداؤد، ج:۳، کتاب الخراج والامارۃ، باب ماجاء فی طلب الامارۃ، ص:٦٦٦

42۔ الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب، ج:۳، باب معاذ، ص:۱۴۰۳

43۔ الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب، ج:۳، باب معاذ، ص:۱۴۰۳

44۔ صحیح بخاری، ج:۲، ص:٦۴۳، کتاب المغازی، بحوالہ نقوش رسول نمبر، ص:۲۲۹

45۔ صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعیٰ رعیۃ فلم ینصح، حدیث:7631

46۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، ج:۵، ص:۸

47۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح (مترجمہ) ص:۷٦۰

48۔ ابوداؤد، جلد:۳، کتاب الخراج والامارۃ۔۔۔، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاحکام، باب ہدایا العمال

49۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، باب حدیث ابی حمید الساعدی، ج5، ص424، رقم الحدیث 23649

50۔ مولانا مودودی، اسلامی ریاست، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص:۴۵٦

51۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ہدایا العمال، ج:۴، ص:۵۵۵

52۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاحکام باب مایکرہ من الحرص علی الامارۃ رقم الحدیث:7148، ص595

53۔ الانفال، ۸:۲۷

54۔ قاضی ابو یوسف، کتاب الخراج، ص:۱۱۹

55۔ احمد بن حنبل، مسند احمد۔ حدیث معاویہ بن ابی سفیان، ج4، ص101، رقم الحدیث16975

56۔ احمد بن حنبل، مسند احمد۔ حدیث معاویہ بن ابی سفیان، ج4، ص101، رقم الحدیث16975

57۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، ج:۱، ابواب الاحکام، حدیث نمبر:۱۲۳۵

58۔ آل عمران3:159

59۔ ترمذی، جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب متیٰ یکون ظھر الارض خیرا من بطنھا و متیٰ یکون شرا، رقم الحدیث:2266، ص1880

60۔ ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الاحکام عن رسول اللہ، باب امام رعیۃ رقم الحدیث1332، ص1785

61۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، ج:۱، ابواب الاحکام، حدیث نمبر:۱۲۳۵